السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک لڑکی مسماۃ مدیحہ بی بی بنت محمد شوکت ، عباسی خاندان ، سکنہ بیروٹ ، ضلع ایبٹ آباد ، نے ایک لڑکے احمد ولد لیاقت ، موچی خاندان ، سکنہ بیروٹ ، ضلع ایبٹ آباد ، کے ساتھ گھر سے فرار ہو کر ، بغیر اذنِ ولی کے نکاح کر کے عدالت میں اپنی رضامندی ظاہر کر دی ہے ۔ لڑکی کا والد اس نکاح پر راضی نہیں ہے اور چاہتا ہے کہ طلاق یا فسخ نکاح کے ذریعے لڑکی کو واپس لایا جائے جبکہ لڑکی کا خاوند احمد طلاق دینے پر راضی نہیں ہے ۔ شریعت کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ مندرجہ بالا نکاح ختم کرانے کا کیا طریقہ ہے اور اس کام کو کس طرح سے انجام دیا جائے نیز اس ضمن میں اکابر خاندان وارکان جرگہ کی ذمہ داری بھی واضح کی جائے ۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا شرعا درست نہیں ہے اور اگر ایسا کوئی نکاح ہو جائے تو وہ منعقد نہیں ہوتا ہے ۔ ایسے نکاح کو عدالت یا پنچائت کے ذریعے ختم کروا دینا چاہیئے ۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں ۔

«أیما امرأۃ نکحت بغیر إذن ولیہا فنکاحہا باطل، فنکاحہا باطل، فنکاحہا باطل، فإن دخل بہا فلہا المہر بما استحل من فرجہا، فإن اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی لہ» (ترمذی : 1102)

جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کر لیا پس اس کا نکاح باطل ہے ، پس اس کا نکاح باطل ہے ، پس اس کا نکاح باطل ہے ۔ اور اگر مرد نے اس کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرلئے ہیں تو اس عورت کو مہر ادا کیا جائے کیونکہ مرد نے اس کی فرج کو حلال کیا ہے (اور جدائی ڈلوا دی جائے گی) اور اگر عورت کے ولی آپس میں جھگڑا کریں تو اس وقت حاکم اس عورت کا ولی ہو گا جس کا کوئی ولی نہ ہو''

مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی عورت کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا ہے ۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو اس کی علیحدگی کروا دی جائے گی ۔ اور خاندان کو بھی اس میں مثبت کردار ادا کرنا چاہیئے ۔

مزید تفصیل کے لئے یہ لنک ملاحظہ فرمائیں ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتوی کمیٹی

محدث فتوی